سوچ سوچ کر خود کو مستقل اذیت میں رکھتے ہیں۔ یقین کیجیے! ایسے افراد کو تھوڑی سی گہرائی سے سمجھیں تو وہ روحانی کے ساتھ جسمانی اور ذہنی مریض بھی بن چکے ہوتے ہیں۔ اپنے اردگرد مصنوعی ماحول بنا کر رکھتے ہیں؛ لیکن ایک وقت آتا ہے کہ اپنی ذات سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ پس اس مرض کا علاج بروقت اور پوری توجہ وفکر کے ساتھ کرنا چاہیے۔ انسان یہ سوچے کہ پوری دنیا میں بھی اس کی شہرت ہو جائے، اس کی بڑائی کو تسلیم کرلیا جائے؛ تب بھی اسے ایک دن خاک آلود ہونا ہے۔ وہ خود بھی مٹی ہے، اس نے مٹی ہی میں مل جانا ہے۔ تو اس سے پہلے کہ قدرت اس کو مٹا دے' خود ہی مٹ جائے۔ پھر دارین کی عزت وعظمت اس کا نصیب ہوگی۔ انسان سوچے کہ جن لوگوں سے تعریف کروانے کا میں خواہش مند ہوں' وہ تو خود بے اختیار ہیں، میری طرح وہ بھی فانی ہیں۔ ان کی دی ہوئی عزت میرے کسی کام کی؟ جن کی اپنی عزت، ذلت، زندگی اور موت سب قادرِ مطلق ہی کے اختیار میں ہیں۔ ایسی عارضی اور محدود دنیا کے پیچھے لگ کر وہ ہمیشہ کی عزت اور اللہ کریم کے انعامات اور رحمتوں سے بھرپور زندگی سے غافل ہو رہا ہے۔

یاد رکھیں! جو شخص نیک، متقی بن کے لوگوں کو دھوکہ دے رہا ہے؛ اپنا ظاہر محض لوگوں کو متوجہ کرنے کے لیے ایمانداروں، دینداروں والا بنا رکھا ہے؛ وہ کسی کو نہیں' صرف اپنی ذات کو دھوکہ دے رہا ہے۔ کیونکہ مخلوق سے اسے کوئی پائیدار نفع نہیں پہنچنے والا ہے۔ اور جس اللہ رب العزت کے سامنے اس نے ایک دن پیش ہونا ہے، اس کے سامنے یہ انسان دھوکے باز، ریاکار، جھوٹا، خیانت والا بن کے اٹھے گا۔ پھر انسانوں سے دھوکہ کرنا حرام ہے۔ چنانچہ اس کو حقوق العباد اور حقوق اللہ دونوں میں دھوکہ کرنے کی سزا ملے گی۔ روحانی امراض بڑے پیچیدہ ہوتے ہیں، ان کا علاج فی الفور کروانا چاہیے، اس لیے توجہ دلائی جاتی ہے کہ باعمل علماء وصلحاء کی صحبت میں بیٹھا جائے۔ ان سے رابطے میں رہا جائے۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اصلاح کی فکر نصیب فرمائے، آمین۔

[بشکریہ: ندائے ملت 18 تا 24 جولائی 2013ء]

❁❁❁❁❁❁❁❁

سانس کی نالی گلے سے پھیپھڑوں تک تقریباً 12 سینٹی میٹر لمبی اور تقریباً 2.5 سینٹی میٹر چوڑی ہوتی ہے۔ اس میں 16 سے 20 تک نرم ہڈی کے چھلے ہوتے ہیں۔ یہ نالی کمان جیسی گولائی میں ہوتی ہے۔ اس کے اندر چھوٹے چھوٹے چھور ہوتے ہیں، جو مستقلاً حرکت میں رہتے ہیں اور نالی سے آتے ہوئے گرد وغبار کے ذرات کو اوپر گلے کی طرف دھکیلتے ہیں، تاکہ انہیں بعد میں چھینک کے ذریعے باہر نکال پھینکا جائے۔ (انتخاب: ابومحمد)

مایہ ناز ہوا باز

میاں انوار اللہ

یہ غازی یہ تیرے پُر اسرار بندے — جنھیں تُو نے بخشا ہے ذوقِ خُدائی
دونیم اِن کی ٹھوکر سے صحرا و دریا — سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو — عجب چیز ہے لذتِ آشنائی
شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مؤمن — نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

مسلمان کے جان و مال اللہ نے خرید لیے ہیں: فرمان الٰہی ہے:﴿ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ وَعْداً عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ وَذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۞ ﴾[التوبۃ ۱۱۱] ''بلاشبہ اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔ وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں۔ یہ اس کے ذمے سچا وعدہ ہے: توراۃ میں اور انجیل میں اور قرآن میں۔ اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پُورا کرنے والا ہے؟! تو تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے معاملہ ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ، اور یہ بڑی کامیابی ہے۔''

محترم قارئین! جان و مال تو اللہ کا ہی عطیہ ہے۔ پھر اس پر ''جنت'' کی صورت میں معاوضہ بھی عطا کر دیا۔ اور یہ معاوضہ بیش بہا قیمتی ہے۔ اس پر اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق ضرور خوشی منانی چاہیے۔ ایک بات ذہن میں رکھیں کہ خوشی اسی وقت منائی جاسکتی ہے، جب مسلمان کو بھی یہ سودا منظور ہو۔ یعنی اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی سے انہیں کوئی ہچکچاہٹ نہ ہو۔ اللہ نے تو اس سودے پر پیشگی انعام کی گارنٹی بھی دے دی ہے۔ زہے نصیب!

مسلمان کی زندگی: ﴿وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ﴾ [الحج ۷۸] ''اور اللہ کی راہ میں ویسا ہی جہاد کرو جیسے جہاد کا حق ہے۔'' مسلمانوں کا تحفظ اور اسلام کی سربلندی جہاد سے منسلک ہے۔ ہمارے اسلاف ؒ کی زندگی کی جھلک تو یہ ہے:

نہ کھانوں میں تھی واں تکلف کی کلفت — نہ پوشش میں مقصود تھی زیب و زینت
امیر اور لشکر کی تھی ایک صورت — فقیر اور غنی سب کی ایک حالت

لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا

پاکستان اور فضائیہ: 14-اگست 1947ء (۲۷ رمضان المبارک) کو پاکستان دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا۔ ہندو بنیے نے پاکستان کے اثاثوں پر دھونس دھاندلی سے قبضہ جمانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ ہندوستان کے وزیر اعظم جواہر لعل نہرو اور انگریزوں کی ملی بھگت پر بھارت نے ہمارے اثاثے روکے رکھے۔

فضائیہ اس وقت خوش قسمت نکلی، ایئر فورس کے جہاز بہت بڑی تعداد میں موجودہ P.A.F بیس شارع فیصل پر تھے۔ معاملہ بانی پاکستان تک پہنچا، آپ نے سردار عبدالرب نشتر اور وزیر اعظم لیاقت علی خان سے کہا: "بھارت سے کہہ دو، اگر تم یہ اثاثے خرد برد کرو گے، تو ہم تمہیں ایئر فورس کا ایک بھی جہاز نہیں دیں گے۔"

[از صدیق سالک Pakistan seeks it,s security]

لہٰذا معاملات کافی حد تک سلجھ گئے۔ فضائیہ کے ارتقائی منازل کی جھلک PAF Museum میں دیکھی جاسکتی ہے۔ فضائیہ کی شان پہلے پاکستانی ایئر فورس چیف ایئر وائس مارشل اصغر خان سے بڑھی۔ وہ اپنے دور کے Out Standing ممتاز ہوا باز تھے۔ اس کا مظاہرہ انہوں نے فرانس میں ورلڈ ایئر شو میں ہینگر سے جہاز گزار کر کیا۔ پاکستان کی عالمی معاہدوں سیٹو اور سنٹو میں شمولیت سے پاک فضائیہ نے پیشہ ورانہ مہارت میں خوب فائدہ اٹھایا۔ فضائی مشق کا محور عموماً P.A.F بیس سرگودھا ہوتا تھا۔ یہ پاکستان کا مرکزی ایئر بیس تھا۔ راقم الحروف نے بھی ایئر ایکسر سائز میں حصہ لیا۔

کارگو پسنجر برسٹل فریڈ ٹائیگر ماؤتھ طیارہ سرگودھا بیس پر اتنی نیچی پرواز کر رہا تھا کہ اُس کے Fueslage پر کپاس کے پودوں سے خراشیں تک آئیں۔ کمانڈوز کے گراؤنڈ اٹیک بھی ہوتے تھے، ان میں جنگی صلاحیتیں نکھرتی رہیں۔ چند سال بعد ہم پر ستمبر 1965ء میں جنگ تھوپ دی گئی۔ اس میں ہمارے شاہین صفت ہوا بازوں نے ایسے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیے کہ دنیا عش عش کر اٹھی۔ انہی میں سے ایک ہمارے "مایہ ناز ہوا باز: ایم ایم عالم" تھے، جنہوں نے Air Battle میں عالمی ریکارڈ قائم کیا۔

خاندانی پس منظر، ابتدائی تعلیم اور فضائیہ میں کمیشن: ایئر کموڈور (ریٹائرڈ) جناب ایم ایم عالم کلکتہ (موجودہ کول کتہ) میں 1935 میں پیدا ہوئے۔ والدین نے نومولود کا نام "محمد محمود عالم" رکھا۔ قبولیت کا وقت تھا، یہ نام بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوا۔ اور یہی بچہ آگے چل کر دنیا کی تمام Air Forces کی آنکھوں کا تارا بنا۔ نام کا تجزیہ یہ ہے "محمد" سید المرسلین ﷺ

کا ذاتی نام ہے۔معنی: بہت تعریف کیا گیا۔''محمود'' محمد کی طرح یہ لفظ بھی اسم صفت ہے۔لیکن مفعولی معنی: تعریف کیا گیا۔
''عالم''معنی: دنیا، جہاں،مخلوقات۔

دنیا نے دیکھ لیا کہ ایم ایم عالمؒ انہی صفات کے حامل تھے۔بچپن سے ہی ہواباز بننے کا شوق جنون کی حد تک تھا۔اوائل عمر میں جہاز کے ماڈل سے یہ شوق پورا کرتے رہے۔ڈھاکہ سے میٹرک کیا۔ایف ایس سی داخلہ پر دل نہ لگا۔طیارہ اڑانے کی لگن میں کالج چھوڑا اور پاکستان ایئر فورس میں آ گئے۔تقریباً سال بھر بعد کمیشن مل گیا۔G.D.P برانچ میں کمیشن ملنے پر ان کی خوشی دیدنی ہوگئی۔اس سے بھی زیادہ خوشی انہیں First Flight کے موقع پر HARWARD طیارہ کی Cock pit میں بیٹھ کر ہوئی ہوگی۔

فضائیہ کے ارتقائی منازل: پاک فضائیہ نے پہلے پہل برطانیہ سے''ATTACKER''جیٹ طیارے خرید لیے۔لیکن یہ سودمند ثابت نہ ہوئے،Nose wheel نہ ہونے کے باعث Crash ہوتے رہے اور ہمارے پائیلٹ اللہ کو پیارے ہوتے رہے۔اس کے بعد F.86F سیبر طیارے فضائیہ میں داخل ہوئے۔اس طیارے میں Nose پر دونوں اطراف تین تین ایئر گنز ہیں۔اتنی زیادہ یعنی چھ گنیں کسی جہاز میں نہیں ہیں۔یہ راکٹ اور بم بھی ساتھ لے جاسکتا ہے۔عالی مرتبت ایئر مارشل اصغر خان نے فضائیہ کو ایکسر سائزز کے ذریعہ کُندن بنادیا۔اس فضائی سپہ سالار کی امانت و دیانت اور پیشہ ورانہ مہارت مثالی تھی۔ایئر مارشل اصغر خان کی محنت اور لگن نے پاک فضائیہ کو اس بلند مقام پر پہنچایا کہ اس نے اپنے سے تعداد اور ساز و سامان میں تین چار گنا بڑی انڈین فضائیہ کا کچومر نکال دیا۔

پاک فضائیہ کے انبالہ پر حملہ آور ہونے پر تو B.B.C پکار اٹھا: P.A.F Means:Powerful Air Force

I.A.F Means : Inferior Air Force اس پر بھارتی فضائیہ کے سپہ سالار ایئر مارشل ارجن سنگھ نے شدید بوکھلاہٹ میں پریس کو بیان دیا:''انڈین ایئر فورس قوم کو پاک فضائیہ سے تحفظ کی ضمانت نہیں دے سکتی۔''ایئر مارشل اصغر خان اور ایئر مارشل ارجن سنگھ دونوں ڈیرہ دُون کے کورس فیلو تھے۔

پاک فضائیہ نے ہمیشہ قرآن مجید کی سورۃ الانفال کی آیت ۶۵ پر دھیان رکھا:﴿اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴾[الانفال ٦٥] ''اگر تم میں بیس بھی صبر کرنے والے ہوں گے،تو دو سو پر غالب رہیں گے۔اور اگر تم میں سے ایک سو مجاہد ہوں تو ایک ہزار کافروں پر

فتح پاسکیں گے، اس لیے کہ وہ بے سمجھ لوگ ہیں۔"

ایم ایم عالمؒ اور ۱۹۶۵ کی جنگ: فضائیہ کی ٹریننگ علامہ اقبالؒ کے اس شعر کے مطابق کی گئی:

جھپٹنا ، پلٹنا ، پلٹ کر جھپٹنا لہو گرم رکھنے کا ہے ایک بہانہ

P.A.F کے ہوابازوں کو "Dog Fighting" میں ماہر کر دیا گیا تھا۔ اس ٹریننگ نے F.86F سیبر طیارے اور پاکستانی جنگی ہواباز کو ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم کر دیا۔ ایم ایم عالمؒ اسلامی ذہن کے حامل تھے۔ عبادت گزار، زاہد اور ہمدردی کے پیکر تھے۔ انہوں نے "اسلام کا سکہ" نظم ضرور پڑھی ہوگی۔ یہ اشعار ان کا خون گرماتے رہے ہوں گے:

اسلام کے شیروں کو مت چھیڑنا تم، ورنہ یہ مٹتے مٹاتے بھی دنیا کو مٹا دیں گے
اسلام زمانے میں دبنے کو نہیں آیا تاریخ میں یہ مضمون ہم تم کو دکھا دیں گے

بھارت کا حملہ: ۱۹۶۵ء کی جنگ سے پہلے اگست میں ہی کشمیر میں انڈین ایئر فورس سے پاکستانی ایئر فورس کی مڈ بھیڑ ہو چکی تھی، جس میں ہر مرتبہ کشمیر کی فضاؤں میں P.A.F کا پلہ بھاری رہا۔ اس سے بوکھلا کر ۶ ستمبر کو بھارت نے وزیر آباد ریلوے جنکشن پر کھڑی پسینجر بابو ٹرین پر ایئر ریڈ کر دیا۔ یوں یہ جنگ پورے ملک پر مسلط کر دی گئی۔ انڈیا کو اپنے ہنٹر طیاروں پر ناز تھا۔ ہمارے پاس F.86F سیبر طیارے تھے۔ جنگ میں گن مین کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔ لیکن جاننا چاہیے کہ گن سے زیادہ گن مین اہم ہوتا ہے۔ یہ سوچ ہمارے شاہین صفت ہوابازوں کی بھی رہی ہے

"کافر ہی تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی،،

اس کا عملی نمونہ مرحوم ومغفور اسکاڈرن لیڈر سرفراز رفیقؒ نے سیبر کی گنیں جام ہونے پر اپنے ساتھیوں کو تحفظ دیتے ہوئے دشمن کی طیاروں کو الجھا کر اسی جنگ میں دے دیا۔

P.A.F بیس سرگودہا اُس وقت پاک فضائیہ کا مرکز تھا۔ باقی دونوں اپریشنل بیس پشاور اور ماڑی پور کراچی ملک کے کونوں پر تھے۔ انڈیا نے سرگودہا کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی ٹھان لی۔ اور ۷ ستمبر کو پوری قوت سے حملہ کر دیا، تا کہ پاکستان کو "ہینڈز اپ" کرنے پر مجبور کیا جائے۔ ۷ ستمبر کو ایم ایم عالم Scramble ڈیوٹی پر تھے۔ جنگی فضا تھی۔ محترم ایم ایم عالمؒ شانِ بے نیازی سے محوِ پرواز تھے۔ جیسے جنگ احد میں سیدنا ابو دجانہ بن خرشہ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ سے تلوار لینے کے بعد کفار مکہ کے لشکر پر رعب جمانے کے لیے اکڑ اکڑ کر چل رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اکڑ کر چلنا منع ہے، لیکن کفار پر

رعب ڈالنے کے لیے جائز ہے۔" سرگودھا کی فضاؤں میں اس وقت کلیجے منہ کو آرہے ہوں گے۔اسی فضا میں جناب "ایم ایم عالم" نے فضائی جنگ کا وہ عالمی ریکارڈ بنا ڈالا کہ تمام دنیا کی ایئر فورسز انگشت بدنداں تھیں۔آپ نے ۳۰ سیکنڈ میں دشمن کے چار ہنٹر اور پھر ایک منٹ سے بھی کم وقت میں بھارتی فضائیہ کے پانچ ہنٹر طیارے مار گرائے۔یعنی انہوں نے ڈیڑھ منٹ سے کم وقت میں دشمن کے نو ہنٹر طیارے تباہ کر دیے۔دو طیارے ناکارہ بنا دیے۔اس دوران ایم ایم عالمؒ یہ کہہ رہے ہوں گے:

میرا دل میری رزم گاہِ حیات — گمانوں کے لشکر ، یقیں کا ثبات
یہی کچھ ہے ساقی ! متاعِ فقیر — اسی سے فقیری میں ہوں میں امیر
میرے قافلے میں لٹا دے اسے — لٹا دے اسے ٹھکانے لگا دے اسے

ایم ایم عالمؒ کے اس پیغام نے دوسرے پائیلٹوں میں بھی جوش و جذبے کی ایمانی لہر دوڑا دی۔نتیجتاً PAF نے بھارت کے 35 طیاروں کو تباہ کیا۔43 طیاروں کو زمین پر ہی ٹھکانے لگا دیا اور 32 طیاروں کو شکار کیا۔بھارت کے 110 طیارے تباہ ہوئے جبکہ پی۔اے۔ایف کے 19 طیارے اس جنگ میں قومی آزادی پر قربان ہو گئے۔

قارئین کرام! ۱۹۶۵ء کی جنگ غزوہ بدر سے مماثلت رکھتی ہے۔مکی فوج ۹۵۰/۱۰۰۰، تیس اونٹ اور ایک دن ۳۵ اونٹ لشکر کے لیے ذبح کیے جاتے تھے۔ایک اونٹ تقریباً ۳۲/۳۳ آدمیوں کے لیے کافی ہوتا ہے۔مسلم سرفروش ۳۱۳ بے سروسامانی کا عالم۔اموات: کفار ۷۰ کی تعداد میں مارے گئے۔۷۰ قید ہوئے۔مسلمان: ۱۴ شہید ہوئے۔

۱۹۶۵ کی جنگ: بھارتی افواج تعداد میں ہم سے تین گنا زیادہ تھیں۔اور ایسے ہی ساز و سامان میں بھی برتری تھی۔ I.A.F کا نقصان: 110 طیارے تباہ۔P.A.F کا نقصان: 19 طیارے قوم کی آن پر قربان ہو گئے۔یہ خالق کائنات کی مدد تھی۔قرآن نے جو غزوہ بدر کا تجزیہ کیا وہی 1965ء کی جنگ پر لاگو ہوتا ہے۔

راقم الحروف کی مایہ ناز ہواباز سے ملاقات: ایئر کوارٹرز پشاور میں یہ مایہ ناز ہواباز اپنے آفس جاتے ہوئے ہمارے پاس سے گزرتے تو دعا سلام ہو جاتی تھی۔ہمیشہ دونوں بازوؤں میں کتابیں اٹھائے ہوئے نظر آتے۔۸۰-۱۹۸۱ء میں ان کے آفس جانے کا اتفاق ہوا۔اس وقت ڈائریکٹر تھے، گرمجوشی سے خوش آمدید کہا۔بٹھایا اور پوچھا "صاحب جی! کیسے آنا ہوا؟" میں نے کہا: ہماری فوٹو سٹیٹ مشین خراب ہے، Air Force Instructions کا یہ سیٹ Bases & Units کو بھیجنے ہیں۔انہوں نے میری مطلوبہ تعداد سے ڈبل فوٹو سٹیٹ کروا دیں۔اور کہا "ہم ایئر ہیڈ کوارٹرز میں ہیں۔ہم اپنے بیس اور